جلد ۲۹ | ۲۲ احسان ۱۳۲۰ ہش | ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ | ۲۲ جون ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۳۹

روزنامہ الفضل قادیان —————— ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ

"مفکر احرار" چوہدری افضل حق صاحب کی غلط بیانی

"مفکر احرار" چودھری افضل حق صاحب کے جس مضمون کا گزشتہ پرچہ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس میں انہوں نے اصل موضوع سے ہٹ کر خواہ مخواہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذاتِ بابرکات کے خلاف بھی زہر اگلا ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"دیکھو قادیان میں خلیفۂ وقت قصر خلافت میں بیٹھا دوسروں کو ایثار و قربانی کا درس دے رہا ہے۔ اور غریبوں سے مال لینے پر اصرار کر رہا ہے۔ مگر خود شاہانہ بسر اوقات کر رہا ہے"

یہ الزام جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ پر لگایا گیا ہے۔ کوئی نیا نہیں۔ ہمیشہ حق کے مخالف خدا تعالےٰ کے انبیاء اور ان کے خلفاء پر اس قسم کے اعتراضات کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام پر یہ اعتراض کیا گیا۔ کہ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں کو یہ ترغیب دی۔ کہ وہ مصریوں کے سونے چاندی کے برتن زیور اور قیمتی کپڑے عاریۃً مانگیں۔ اور کہدیں۔ کہ ہم چند دنوں تک واپس دے دیں گے۔ مگر آخر انہوں نے عہد شکنی کی۔ اور بیگانہ مال اپنے قبضہ میں لا کر کنعان کی طرف بھاگ گئے۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ الزام لگایا گیا۔ کہ وہ "کھاؤ پیو" ہیں۔ یعنی دوسروں سے مال لے کر عیش و عشرت کرتے ہیں۔ اور تو اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی اس قسم کے اعتراضات کئے گئے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ ومنھم من یلمزک فی الصدقات۔ یعنی بعض ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم صدقات کے بارہ میں تجھ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ان کی تقسیم درست نہیں کی جاتی۔ بلکہ ایک دفعہ جب آپ نے مال غنیمت تقسیم کیا۔ تو ایک مرید دم شخص نے کہہ دیا۔ کہ ھٰذہٖ قسمۃ ما ارید بھا وجہ اللہ۔ یہ ایسی تقسیم ہے جس میں انصاف کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بدبخت اگر میں انصاف نہیں کروں گا۔ تو اور کون کرے گا۔

پس یہ اعتراض جو "مفکر احرار" نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات والا صفات پر کیا ہے اسی قبیل کا ہے۔ اور دشمنانِ دین کا یہ وہی پرانا حربہ ہے جو مخلوق کو صداقت سے منحرف کرنے کے لئے وہ ہمیشہ سے استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ "مفکر احرار" نے یہ کہکر بخیال خویش بڑا تیر مارا ہے کہ "خلیفۂ وقت قصر خلافت میں بیٹھا دوسروں کو ایثار و قربانی کا درس دے رہا ہے۔ اور غریبوں سے مال لینے پر اصرار کر رہا ہے۔ مگر خود شاہانہ بسر اوقات کر رہا ہے" اور سمجھا ہوگا۔ کہ یہ جماعت احمدیہ پر بھرپور وار کیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کے متعلق اپنی انتہائی ناواقفیت کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ اسے جماعت احمدیہ کے نظام کے متعلق اتنی موٹی بات بھی معلوم نہیں۔ کہ قادیان میں جماعت ہائے احمدیہ کی طرف سے جس قدر بھی چندہ آتا ہے۔ اس کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے۔ اور ایک ایک پائی کے متعلق بتلایا جا سکتا ہے کہ وہ کہاں سے آئی۔ اور کہاں خرچ کی گئی۔ غالباً مفکر صاحب کا خیال ہوگا۔ کہ جس طرح لیڈران احرار مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ ہضم کر گئے ہیں اور باوجود مطالبات کے کبھی انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کیا کچھ انہیں وصول ہوا۔ اور کہاں خرچ کیا اسی طرح قادیان میں بھی ہوتا ہوگا۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ ہر قسم کی آمدنی کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے۔ اور پھر اس حساب کو چیک کرنے والے باقاعدہ آڈیٹر مقرر ہیں۔ اور مالی معاملات کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی یہ حالت ہے کہ حضور اس بارے میں اعتراض کرنے والوں کو مخاطب کر کے یہاں تک فرما چکے ہیں۔ کہ

"منافق ہمت کر کے ایک لسٹ کیوں نہیں شائع کرتے۔ جس سے ہر شخص کو یہ معلوم ہو سکے۔ کہ میں جماعت کا کتنا روپیہ کھا گیا ہوں۔ اگر ان میں ہمت ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا دعوےٰ درست ہے۔ تو وہ اپنی لسٹ شائع کر دیں۔ پھر لوگوں کو خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ کہ کون درست بات کہہ رہا ہے۔ اور کون غلط۔ میری تو یہ حالت ہے۔ کہ میں سوائے اس رقم ہیں سے جس کے متعلق مجلس شوریٰ نے میری عدم موجودگی میں فیصلہ کیا تھا۔ قرض کے طور پر اخراجات لینے کے بطور امداد انجمن سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتا۔ بلکہ کئی دفعہ میرے چندے ان رقموں سے بڑھ جاتے ہیں۔ جو جماعت کے دوستوں کی طرف سے بطور نذرانہ وغیرہ ملتی ہیں"

پھر فرمایا:۔

"اگر سلسلہ کے لئے چندہ دینے کی وجہ سے جماعت غریب ہو گئی ہے۔ تو جیسے دوسروں سے میں نے چندہ لیا ہے۔ اسی طرح خود بھی چندہ دیا ہے۔ پس وہ غریب ہو گئے۔ تو میں بھی غریب ہو گیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انجمن کے رجسٹر موجود ہیں۔ کیا کوئی شخص ثابت کر سکتا ہے۔ کہ میں نے ایک پیسہ بھی کھایا ہے"

(الفضل ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے یہ الفاظ اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہیں۔ اگر چودہری افضل حق صاحب نے جو کچھ کہا ہے اس کا ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو اسے پیش کریں اور بتائیں۔ کہ جماعت کی جس قدر رقوم ہیں جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نعوذ باللہ اپنے ذاتی صرف میں لاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ایک پیسہ بھی ثابت نہ کرسکیں اور یقیناً نہیں کرسکیں گے۔ تو انہیں خدا تعالیٰ کے خوف سے ڈرنا چاہیئے۔ کہ خدا کے پاک بندوں کو متہم کرنے کا نتیجہ بہت خطرناک نکلتا ہے۔

غرض یہ بالکل جھوٹ ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ دوسروں کو تو قربانی اور ایثار کا سبق دیتے اور خود اس روپیہ سے شاہانہ بسر اوقات کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حضور نے جماعت کو کبھی کوئی مالی تحریک نہیں فرمائی۔ جس میں خود حصہ نہ لیا ہو۔ مثال کے طور پر تحریک جدید کو ہی لے لیا جائے۔ اس میں حضور نے جو شاندار نمونہ پیش فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے سال حضور نے اپنی طرف سے تین سو روپیہ دیا۔ دوسرے سال تین سو ایک روپیہ دیا۔ تیسرے سال پانچ سو روپیہ دیا۔ چوتھے سال پانچ سو پچھتر روپیہ دیا۔ اور پانچویں سال چھ سو روپیہ دیا۔ اس کے ساتھ ہی حضور نے دس نادار احمدیوں کی طرف سے پہلے سال ۳۰۰ دوسرے سال ۳۱۰ تیسرے سال ۵۰۰ چوتھے سال ۵۷۵ اور پانچویں سال ۶۰۰ روپیہ دیا۔ پھر اپنے حرم سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ اور سیدہ سارہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی طرف سے پہلے سال ساٹھ ساٹھ روپے۔ دوسرے سال اکسٹھ اکسٹھ روپے تیسرے سال ستر ستر روپے چوتھے سال اسی۔ اسی روپے اور پانچویں سال چوراسی چوراسی روپے دیئے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے حضور نے دوسرے سال ۱۳۰ روپے تیسرے سال ۵۰۰ روپے چوتھے سال ۵۷۵ روپے اور پانچویں سال ۶۰۰ روپیہ دیا۔ پھر ان بزرگوں کی طرف سے جو صداقت کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ حضور نے تیسرے سال سو روپیہ چوتھے سال ۱۱۵ روپیہ اور پانچویں سال ۱۲۰ روپیہ دیا چھٹے سال حضور نے دس فی صدی اضافہ کے ساتھ اس مد میں ۲۲۶۲ روپیہ ادا فرمائے۔ اور ساتویں سال ۲۴۳۶ روپے عطا کئے۔

یہ اعداد و شمار جو "الفضل" میں شائع ہوچکے ہیں ظاہر کر رہے ہیں کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جب دوسروں کو مالی قربانی کی تحریک فرماتے ہیں۔ تو خود اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ اور نہایت ہی اعلےٰ اور قابل تقلید نمونہ پیش فرماتے ہیں۔ ساتھ ہی حضور کے خاندان کے تمام افراد اپنی وسعت سے بڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں لیڈرانِ احرار بتا سکتے ہیں۔ کہ جہاں انہوں نے اسلام کے نام پر لاکھوں روپے غریبوں کی جیبوں سے نکالے۔ وہاں خود اپنی جیب سے رفاہ عام کے کاموں کے لئے کیا دیا۔ اگر کچھ بھی نہیں دیا۔ اور یقیناً نہیں دیا۔ تو انہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر سراسر غلط اعتراض کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۰ احسان ۱۳۲۱ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ساڑھے نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔ آج خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا جس میں جماعت کو تحریک جدید سال ہفتم کے وعدوں کی جلد تر ادائیگی کی تلقین فرمائی۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت الحمد للہ اچھی ہے۔

حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو تکلیف بدستور ہے دعائے صحت کی جائے۔

آج صبح مجلس اطفال مرکزیہ کے زیر اہتمام مسجد اقصیٰ میں "سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کا امتحان لیا گیا۔ جس میں مختلف محلوں کے ۱۱ سے ۱۵ سال کی عمر تک کے ۱۳۷ بچے شامل ہوئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حقوق العباد کی ادائیگی میں کبھی غفلت سے کام نہیں لینا چاہیئے

"بیمار پرسی اور کسی میت کی تجہیز و تکفین کی نسبت ذکر ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہماری جماعت کو اس بات کا بہت خیال چاہیئے۔ کہ اگر ایک شخص فوت ہو جائے تو حتی الوسع سب جماعت کو اس کے جنازہ میں شامل ہونا چاہیئے۔ اور ہمسایہ کی ہمدردی کرنی چاہیئے۔ یہ تمام باتیں حقوق العباد میں داخل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جس تعلیم اور درجہ تک خدا تعالیٰ پہونچانا چاہتا ہے۔ اس میں ابھی بہت کمزوری ہے۔ صرف دعوے ہی دعوے نہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہم ایماندار ہیں۔ بلکہ اس ایمان کو طلب کرنا چاہیئے۔ جسے خدا چاہتا ہے بھائیوں کے حقوق اور ہمسائیوں کے حقوق کو شناخت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ زبان سے کہہ لینا کہ ہم جانتے ہیں بیشک آسان ہے۔ مگر سچی ہمدردی اور اخوت کو برت کر دکھلانا مشکل ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تمام حرکات اعمال۔ افعال کے لئے ایمان مثل ایک انجن کے ہے۔ جب ایمان ہوتا ہے تو سب حقوق خود بخود نظر آجاتے ہیں۔ اور بڑے بڑے اعمال اور ہمدردی خود انسان کرنے لگتا ہے۔ ایمان کا تخم آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہے۔ لیکن یہ ہر ایک کے نصیب میں نہیں ہوتا" (البدر ۲۱ اگست ۱۹۰۳ء)

اخبار احمدیہ

ملٹری ٹریننگ میں اول رہنے والا احمدی یہ خبر خوشی سے سنی جائے گی۔ کہ ملک غلام نبی صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس سب ڈویژن دریا خاں ضلع میانوالی کے فرزند ملک اختر حسین صاحب بی۔ اے نے انڈین ملٹری اکاڈیمی ڈیرہ دون سے آخری امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ اور سب سے اول رہے۔ ان کا تقرر ۱/۱۲ پنجاب رجمنٹ میں بعہدہ سیکنڈ لفٹیننٹ ہوگیا ہے۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے۔

لکھنؤ یونیورسٹی میں اول رہنے والا احمدی سیٹھ خیر الدین صاحب پروپرائٹر پنجاب سائیکل ورکس لکھنؤ کے لڑکے میاں منصور احمد صاحب نے امسال لکھنؤ یونیورسٹی سے بی۔ اے فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے۔ عزیز موصوف یونیورسٹی بھر میں اول رہا ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ وظیفہ حاصل کرے گا۔ ایم۔ اے۔ خان

درخواست ہائے دعا (۱) شیخ محمد علی صاحب تمار منڈی مریدکے کی لڑکی مجیدہ بیگم بیمار ہے (۲) منشی عبد اللطیف صاحب مشروعہ بیمار ہیں (۳) رشید احمد صاحب انبالہ چھاؤنی ایک امتحان میں شامل ہونے والے ہیں (۴) خواجہ عبد العزیز صاحب حقانی ایم اے قریباً دو ماہ سے مختلف عوارض میں مبتلا ہیں۔ اب کچھ دن سے تکلیف زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ان کی بیوی اور بچہ بھی بیمار ہیں۔ احباب سب کے لئے دعا فرمائیں۔

ضروری اعلان جماعت ہائے اضلاع شیخوپورہ۔ جھنگ۔ سرگودہ اور لائل پور کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے شیخ عبد القادر صاحب مولوی فاضل کو مستقل طور پر اضلاع مذکرہ بالا کے لئے مبلغ مقرر کرکے ان کا ہیڈ کوارٹر لائل پور شہر قرار دیا ہے۔ تمام جماعتیں جنہیں اپنے علاقہ میں تبلیغ کرنا منظور ہو۔ اور مبلغ کی خدمات کی ضرورت ہو۔ وہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ تمام ضروریات کی اطلاع کم از کم ایک ہفتہ پہلے دی جائے۔ خاکسار عصمت اللہ خان سیکرٹری تبلیغ احمدیہ مسجد فضل لائل پور

شذرات

اخبار "زمیندار" میں عیسائیت کی ناکامی کا اعتراف

اخبار "زمیندار" ۲۰ - جون "عیسائیت کی ناکامی" کے عنوان سے لکھتا ہے :-

"یورپ میں عیسائیت کو قدم قدم پر ناکامی کا سامنا ہو رہا ہے - اکثر ممالک نے مذہب کی بجائے قومیت کو اپنا عقیدہ قرار دے لیا ہے - لیکن بعض سیاسی اغراض کے پیش نظر مذہب کی اصطلاحی حیثیت زندہ رکھی گئی تھی - اب اس چیز کا بھی خاتمہ ہو رہا ہے - چنانچہ حکومت جرمنی نے نہ صرف عیسائیت کو اپنے حلقہ سے نکال دیا ہے - بلکہ مفتوحہ ممالک سے بھی دین مسیح کے اخراج کی تدبیریں ہو رہی ہیں - چنانچہ شمالی فرانس کے کلیساؤں کو نمائش گاہوں سے بدل دیا گیا ہے - ۱۹۳۶ء میں دنیا بھر کے عیسائیوں کی کانفرنس ہوئی - اس میں جرمن نمائندے نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا - کہ ہمارے ملک میں عیسائیت کو کسی قسم کی اہمیت حاصل نہیں - اگر آج مسیح (علیہ السلام) بھی جرمنی میں آجائیں - تو انہیں ہٹلر کے مقابلہ میں کامیابی نہ ہو گی !!

ہم نے یہ سطور مولوی ظفر علی خاں صاحب - اور اسی قماش کے دوسرے لوگوں کے لئے درج کی ہیں - جو ہندوستانی یا کسی مشرقی خطہ میں عیسائی مشنریوں کی تگ و دو کے ذکر پر یہ شور مچا دیتے ہیں - کہ عیسائیت کی یہ زندگی مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے دعوے کے بطلان کا ثبوت ہے - جو آپ نے عیسائیت کے خاتمہ کے بارہ میں کیا تھا - ایسے لوگوں کو سلسلہ احمدیہ کے ایک مشہور اور مسلمہ مخالف کی اس شہادت کو بغور پڑھنا چاہیئے - حقیقت یہی ہے - کہ عیسائیت یورپ سے خارج ہو چکی ہے - جس کے یہ معنے ہیں - کہ گویا اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے - اور یہ جو ہندوستان وغیرہ ممالک میں عیسائیت کے فروغ پر بے دریغ روپیہ صرف کیا جا رہا ہے - یہ محض سیاسی تفوق اور غلبہ کے حصول کا ذریعہ ہے ::

برطانیہ ۱۹۴۰ء و ۱۹۴۱ء میں

جو لوگ دنیا میں حق و انصاف کی کامیابی چاہتے ہیں - اور برطانیہ کی حکومت کو تمام دوسری حکومتوں سے بہتر یقین کرتے ہیں - ان کے لئے یہ امر موجب اطمینان ہو گا - کہ برطانیہ جنگی لحاظ سے روز بروز زیادہ طاقتور ہوتا جا رہا ہے - جنگ ستمبر ۱۹۳۹ء میں شروع ہوئی تھی - اور آج اکیس مہینوں کی ہولناک تباہی کے بعد نہ آج جرمنی کی وہ طاقت باقی ہے - جو آغاز جنگ کے وقت تھی - اور نہ برطانیہ اتنا کمزور ہے - جتنا وہ پہلے تھا - ۱۸ - جون ۱۹۴۰ء تک جرمنی - ناروے - ڈنمارک - ہالینڈ - بلجیم پر قبضہ کر چکا تھا - اور فرانس بھی ہتھیار ڈال چکا تھا - اور ۱۹۴۱ء کے ۱۸ - جون تک ابھی گو اس نے بعض ملکوں پر قبضہ کیا - لیکن گذشتہ سال کے مقابلہ میں یہ نسبت کم ہے - یونان یوگوسلاویہ اور کریٹ پر اطالوی فوجوں کے ساتھ مل کر وہ فتح حاصل کر سکا ہے - حالانکہ یونان کئی ماہ تک اطالوی طاقت کے ساتھ نبرد آزمائی کرنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکا تھا - یہ ہے جرمنی کی ۱۸ - جون ۱۹۴۱ء تک کی فتوحات - اور اگر اس کے ساتھ ہڈ کی غرقابی کو ملا لیا جائے تو ایک اور کارنامہ سہی - لیکن اس کے بالمقابل دیکھنا تو یہ ہے - کہ برطانیہ نے اس عرصہ میں کیا کیا - اس نے اٹلی کی شاہنشاہیت کا خاتمہ کر دیا اور افریقہ میں اس کے بہت بڑے علاقہ پر قبضہ کر لیا - پھر اس نے عراق کی شورش کو فرو کیا - اور اس نہایت ہی اہم علاقہ کو دشمن کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا مرکز بننے سے بچا لیا - اب وہ شام پر حملہ کر کے اس میں کامیابی حاصل کر رہا ہے - جرمنی کے سب سے بڑے جنگی جہاز بلکہ بقول بعض دنیا کے سب سے بڑے جنگی جہاز بسمارک کی تباہی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا - یہ صحیح ہے - کہ ۱۹۴۰ء کی پہلی ششماہی میں برطانیہ کی جنگی طاقت بہت کم تھی - مگر اب یہ بات نہیں - اب اس کے پاس بہت زیادہ ہوائی جہاز ہیں - اور عنقریب اس کا فضائی بیڑا بھی جرمن بیڑے کے برابر ہو جائے گا - ہوائی طاقت جس رفتار سے بڑھ رہی ہے - اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے - کہ جب پولینڈ پر حملہ ہوا - تو گورنگ نے شیخی مارتے ہوئے کہا تھا - کہ دشمن اوپر کے علاقہ پر ایک بھی بم نہیں گرا سکتا - مگر آج کون نہیں جانتا - کہ اوپر تو کجا - جرمنی کا کوئی علاقہ رائل ایئر فورس کی بمباری سے محفوظ نہیں - پھر ۱۹۴۱ء میں برطانیہ کی طاقت میں اضافہ کا ایک اور بہت بڑا موجب امریکہ کا فیصلہ ہے - جو اس نے اسے سامان دینے کے متعلق کیا - ۱۹۴۰ء میں امریکہ خاموش تھا - مگر اب وہ فیصلہ کر چکا ہے - اور یہ سب قرائن اس بات کا زبردست ثبوت ہیں - کہ اس جنگ میں برطانیہ کی فتح ہو گی ::

ہندو مسلم اتحاد - اور احرار

احرار کا وجود تو مٹ چکا - لیکن ابھی بعض احراری اپنے ذاتی اغراض و مفاد کی خاطر اس کی متعفن لاش سے چمٹے ہوئے ہیں اور اسے زندہ کر دکھانے کی فکر میں ہیں - لیکن اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بد اعمالیوں کی پاداش میں ان کو ایسا ننگا کر دیا ہے - کہ ملک کے ہر علاقہ - ہر طبقہ اور ہر قوم و مذہب کے لوگ ان کی اصلیت سے واقف ہو چکے ہیں - اور اب یہ لوگ ہزار جتن کریں - وہ بات پیدا نہیں کر سکتے ::

دہلی کا موقر معاصر "ریاست" (۱۶ - جون) "کانگرس کے نادان دوست احرار" کے عنوان سے لکھتا ہے - کہ "آل انڈیا مجلس احرار کے صدر شیخ حسام الدین نے اس ہفتہ کراچی سے لاہور واپس آنے کے بعد اعلان کیا ہے - کہ ان کی مجلس احرار اب ہندو مسلم اتحاد کے لئے زبردست کوششیں شروع کرے گی - ہم قوم پرستی کے اس مخلصانہ جذبہ کی قدر کرتے ہوئے کیا ادب کے ساتھ یہ عرض نہیں کر سکتے - کہ ایسی حالت میں جبکہ آپ کی مجلس احرار ساڑھے تیرہ سو برس کے پرانے قصوں پر مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑا رہی ہے - آپ کی زبان پر ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ کیا معنی رکھتا ہے اور جب تک آپ لکھنؤ میں مسلمانوں کی سر پھٹول بند نہ کرا دیں - آپ کو ہندو مسلم اتحاد کے لئے میدان میں سر بکف دیکھ کر کہنے والے کیا یہی نہ کہیں گے - کہ ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی   کہ با آسماں نیز پرداختی"

احرار کا ہندو مسلم اتحاد کے لئے میدان میں سر بکف اترنا بھی دراصل ایک ہشیاری ہے - مسلمانوں میں چونکہ یہ ٹولہ اس قدر بدنام و رسوا ہو چکا ہے - کہ کوئی انہیں مونہہ نہیں لگاتا - اس لئے اب یہ کوئی نیا میدان ہندو مسلم اتحاد کے لئے نہیں - بلکہ اپنے پیٹ کے لئے تلاش کر رہے ہیں - اور جیسا کہ معاصر "ریاست" نے لکھا ہے - یہ لوگ نہ ملک و ملت کو کوئی فائدہ پہونچا سکتے ہیں - اور نہ کانگرس کو - ان کی خود غرضیاں جہاں ان کو لے ڈوبی ہیں - وہاں اہل ملک کو بھی نقصان پہونچا رہی ہیں - اور اب سمجھدار طبقہ میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے - کہ احرار اسلام کے نام پر مسلمانوں کو لوٹنا تو جانتے ہیں - مگر ملت اسلامیہ کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے کچھ کرنا نہیں جانتے - اگر احرار ہندو مسلم اتحاد پیدا کر سکتے - تو ان دنوں جب وہ اپنے آپ کو تمام مسلمانوں کا نمائندہ قرار دیتے تھے انہیں اس کا عملی رنگ میں کوئی ثبوت دینا چاہیئے تھا - مگر دنیا جانتی ہے - کہ انہوں نے سوائے فتنہ و فساد پیدا کرنے کے اور کچھ نہ کیا اور مسلمانوں کی رہی سہی قوت کو بھی انہوں نے توڑنے کی پوری کوشش کی - اسی طرح اب احرار کے دعوے محض لاف زنی تک محدود ہیں - اور وہ ملک اور قوم کی کبھی کوئی خدمت نہیں کر سکتے ::

فضیلت اسلام

اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا پر احسانات

اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو قرآن کریم میں رحمۃ للعالمین قرار دیتے ہوئے آپ کی بعثت کو دنیا کے لئے ایک بہت بڑا احسان بتایا ہے۔ چنانچہ فرمایا لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم۔ یعنی خدا نے مومنوں پر یہ بہت بڑا احسان کیا۔ کہ اس نے انہی میں سے ایک شخص کو رسول بناکر کھڑا کر دیا۔ اور چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کسی ایک ملک یا ایک قوم کی طرف نہیں۔ بلکہ روئے زمین کے تمام باشندے آپ کے پیغام کے مخاطب ہیں۔ اس لئے آپ کے احسانات کا دائرہ بھی محدود نہیں۔ بلکہ اس کی وسعت زمین اور زمان کی وسعت سے بالا ہے اور ان احسانات کا دامن قیامت تک ممتد و دراز ہے۔ چنانچہ ان احسانات میں اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا احسان یہ ہے۔ کہ آپ نے توحید حقیقی کو دُنیا میں قائم کیا۔ اور شرک کا ایسا قلع قمع کیا۔ کہ آج عیسائی باوجود اقانیم ثلاثہ کے پیرو ہونے کے یہی کہتے ہیں کہ وہ توحید کے قائل ہیں۔ اشجار و احجار کے آگے سربسجود ہونے والے بھی زبان سے یہی کہتے سنائی دیتے ہیں۔ کہ ہم ان کی پرستش محض اسلئے کرتے ہیں۔ کہ وہ خدا کے حضور ہماری سفارش کر دیں ورنہ خدا کی وحدانیت کے ہم بھی قائل ہیں۔ یہ تغیر جو بت پرستوں اور تین خدا ماننے والوں کے قلوب میں ہوا کہ شرک کرنے کے باوجود وہ مشرک کہلانا پسند نہیں کرتے۔ اسلام کی اس تعلیم کا ہی نتیجہ ہے جو اس نے وحدانیت کے متعلق پیش کی۔ اس کے ثبوت میں کلمہ طیبہ کو ہی دیکھ لو۔ یہ اسلام کا خلاصہ اور ہر مسلمان کا ماٹو اور نصب العین ہے۔ اس کلمہ کو ہر مسلمان جانتا اور ہمیشہ اسے دہراتا رہتا ہے۔ اس طرح نہ صرف اس کی زبان پر بلکہ اس کے دل کی گہرائیوں تک یہ اثر رہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پھر اسلام نے یہیں تک بس نہیں کیا۔ بلکہ اس نے شرک کی تمام اقسام کو باطل قرار دیا۔ اور ہر قسم کی مشرکانہ حرکت سے روکا ہے۔ چنانچہ بت پرستی سے ان الفاظ میں منع کیا۔ کہ فاجتنبوا الرجس من الاوثان۔ یعنی اس گندگی اور نجاست سے بچو جو بُت پرستی کے نتیجہ میں رُوح کو لاحق ہوتی ہے۔ عنصر پرستی سے ان الفاظ میں روکا۔ کہ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن۔ سورج اور چاند کی پرستش نہ کرو بلکہ اس ذات کی پرستش کرو۔ جس نے ان کو پیدا کیا۔ ایک سے زائد معبودوں کی پرستش سے ان الفاظ میں روکا۔ کہ لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا اگر خدا کے سوا کوئی اور معبود بھی ہوتا تو نظام عالم درہم برہم ہوجاتا۔ غرض اسلام کا پہلا اور عظیم الشان احسان یہ ہے کہ اس نے یہ تعلیم دنیا کے سامنے رکھی۔ کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ؂

اسلام کا ایک بہت بڑا احسان یہ ہے۔ کہ اس نے توبہ کا دروازہ کھلا بتایا۔ اور اس طرح نوع انسان کو ایک طرف تو مایوسی کا شکار ہونے سے بچا لیا۔ اور دوسری طرف گناہ پر دلیری پیدا ہونے کا دروازہ بند کر دیا۔ عیسائی اگر توبہ کا دروازہ کھلا تسلیم کرتے۔ تو انہیں کفارے کا عقیدہ وضع نہ کرنا پڑتا۔ اور اگر ہندو توبہ کی حقیقت سمجھتے تو انہیں یہ عقیدہ نہ رکھنا پڑتا کہ ہر عمل کی پاداش ضرور ہے۔ اور بُرے اعمال کی جزا میں انسان کبھی کتے کی جون میں داخل ہوتا ہے۔ اور کبھی بندر اور سؤر کی جون میں۔ اسلام بتاتا ہے کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور جب تک غرغرۂ موت شروع نہ ہو جائے۔ ہر انسان کی توبہ اللہ تعالےٰ قبول کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اس طرح وہ مایوسی پیدا نہیں ہوسکتی جو عدم قبولیت توبہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اسی طرح توبہ کے بعد گناہوں پر دلیری بھی پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ توبہ اپنے قلب میں تغیر پیدا کرنے اور بدی کو کلیۃً ترک کرکے نیکی کے دائرہ میں داخل ہوجانے کا نام ہے۔

اسلام کا ایک اور احسان یہ ہے۔ کہ وہ دنیا کی تمام اقوام میں رسول آنے کے اصل کو تسلیم کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی ہدایت کے پہنچانے میں بخل سے کام نہیں لیا بلکہ جس طرح اس کا سورج تمام دنیا پر چمکتا اور اس کا پانی ہر ملت اور مشرب کا انسان پیتا ہے۔ اسی طرح اس نے بنی نوع انسان کی روحانی ہدایت کے لئے بھی کسی خاص قوم کو اپنے رسول کی بعثت کے لئے مخصوص نہیں کیا۔ بلکہ ہر قوم میں اس کے نبی آئے۔ اور ہر مذہب میں اس کے پیغمبر مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اسی طرح اسلام نہ صرف اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کے دائرہ کی وسعت کو تسلیم کرتا ہے۔ بلکہ یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ لوگوں کو ایک دوسرے کے پیشوایان مذاہب کا احترام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ پیشوا خدا کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے۔ اس کا لازمی نتیجہ آپس کے تعلقات کی بہتری اور یگانگت اور اتحاد کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اور وہ منافرت پیدا نہیں ہوسکے گی۔ جو تنافر کا بالعموم باعث بنتی ہے۔ پس اسلام نے یہ تعلیم دے کر نہ صرف تمام اقوام عالم کے مصلحین کی عزت کو قائم کیا۔ بلکہ آپس کے تعلقات کو بھی محبت پر قائم رکھنے کا ارشاد فرمایا۔

اسلام کا ایک اور احسان یہ ہے۔ کہ اس نے انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ تعلیم پیش کی ہے۔ کہ وہ معصوم ہوتے ہیں۔ بظاہر یہ ایک معمولی سی بات دکھائی دیتی ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ تعلیم اپنی اہمیت میں غیر معمولی مقام رکھتی ہے۔ اسلام سے پہلے بڑے مذاہب میں سے دو ہی قابل ذکر تھے۔ عیسائیت اور یہودیت اور ان دونوں مذاہب کی الہامی کتب میں انبیاء پر بڑے بڑے سخت اتہامات لگائے گئے ہیں۔ کسی کو جھوٹ بولنے والا کسی کو شراب پینے والا کسی کو اغوا کرنے والا کسی کو بُت پرستی کی تعلیم دینے والا بتایا ہے۔ اب اگر خدا تعالےٰ کے رسولوں اور ماموروں کے متعلق لوگوں کے دلوں میں یہ خیال بیٹھ جائے۔ کہ وہ بھی نفس امارہ کے غلام ہوتے ہیں تو ان کی روحانیت کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور کس طرح ان کی تعلیم کی طرف لوگ متوجہ ہوسکتے ہیں۔ وہ تو کہیں گے جیسے ہم ہیں ویسے ہی نعوذ باللہ رسول تھے۔ پھر ہم ان کی بات کیوں مانیں۔ اسلام نے اسی وجہ سے اس کے خلاف تعلیم دی۔ اور بڑے زور سے اس کو پیش کیا۔ کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں پس اسلام کا یہ احسان کچھ کم نہیں کہ اس نے انبیاء کا صحیح مقام دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور غلط اور فاسد خیالات کو باطل ٹھہرایا ؂

اسلام کا ایک اور احسان یہ ہے۔ کہ اس نے قرآن کریم کے ذریعہ ایک ایسی کامل شریعت دُنیا کے سامنے پیش کی۔ جو ہر قسم کے افراط اور تفریط سے منزہ ہے۔ جس کے تمام احکام ہمیشہ کے لئے واجب العمل ہیں۔ اور جس کا کوئی ایک کلمہ بھی ایسا نہیں۔ جس میں تغیر و تبدل کی ضرورت محسوس ہوسکے۔ لوگ قانون بناتے ہیں۔ اور اپنے زعم میں اسے کامل سمجھتے ہیں۔ مگر ابھی چند سال نہیں گذرتے۔ کہ اس میں ترمیم و تنسیخ کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے مدبر بھی مل کر کوئی ایسا دستور اساسی نہیں بنا سکتے۔ جو لاتبدیل ہو مگر اسلام کا یہ کس قدر عظیم الشان احسان ہے۔ کہ اس نے بنی نوع انسان کے سامنے ایک ایسی شریعت پیش کی۔ جس کا ایک ایک حرف قابل عمل ہے۔ اور جس کا کوئی ایک حکم بھی ایسا نہیں جو آج تو قابل عمل ہو مگر کل نہ ہو۔ یا کل تو ہو مگر آج اس پر عمل کرنا باعث نقصان ہو۔ اس کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب کی الہامی کتب میں اس قسم کا توازن محفوظ نہیں رکھا گیا۔

ایک اور احسان اسلام کا یہ ہے۔ کہ اس نے قرب الٰہی کے غیر متناہی مراتب کے حصول کے دروازوں کو قیامت تک کھلا بتاتا ہے۔ یہ نہیں کہ پہلے لوگ جس قدر فیوض حاصل کرسکتے تھے کرچکے ہیں اُب دنیا کے لئے کف حسرت ملنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی رحمت کے دروازے آج بھی کھلے ہیں۔ آج بھی اسلام کا طور موجود ہے۔ جہاں اگر کوئی موسےٰ بن کر کھڑا ہو تو خدا اس سے ہمکلام ہونے کو تیار ہے۔ اسلام بتاتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی کسی طاقت میں زوال نہیں آیا۔ وہ جس طرح پہلے سنتا تھا اب بھی سنتا ہے۔ جس طرح پہلے دیکھتا تھا اب بھی دیکھتا ہے۔ اور جس طرح پہلے کلام کرتا تھا اب بھی کرتا ہے۔ یہ کہنا کہ وہ سنتا تو ہے مگر کلام نہیں کرتا۔ بالفاظ دیگر اس امر کا اظہار کرنا ہے کہ نعوذ باللہ خدا گونگا ہوگیا ہے۔ غرض اسلام بتاتا ہے۔ کہ ایسا خیال خدا تعالےٰ کی نسبت جائز نہیں۔ اسلام کا خدا زندہ ہے اور اس کی گود اپنے عاشقوں کے لئے آج بھی کھلی ہے۔ آج بھی اس کی طرف اگر کوئی ایک بالشت چلکر آئے۔ تو وہ دو بالشت چلکر آتا ہے۔ اور اگر کوئی چل کر جائے تو وہ دوڑ کر آتا ہے۔ پس اسلام انسانی امیدوں کو بلند کرتا۔ اور اس کے سامنے ترقیات کا ایک غیر متناہی سلسلہ رکھتا ہے۔ جس سے تمام بقیہ مذاہب محروم ہیں ؂

مسئلہ جنازہ کی حقیقت اور غیر مبایعین

مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ پر نظر

(۱)

مولوی محمد علی صاحب کا مطالبہ

گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے ایک ٹریکٹ "ثالث بننے کی دعوت" شائع کیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند حوالہ جات قطع و برید کے ساتھ پیش کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے افراد سے دو حرفہ فیصلہ مانگا۔

"کہ حضرت مسیح موعودؑ کے چار فتوے جن میں دو اپنے قلم سے ہیں اور ایک ۱۹۰۷ء اور ایک سال وفات ۱۹۰۸ء کا ہے۔ میں جھوٹ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کر رہا ہوں۔ یا حضرت مسیح موعود کا کوئی فتوےٰ ایسا بھی ہے جس میں آپ نے غیر احمدیوں کے جنازہ کو ناجائز قرار دیا ہو"

مولوی صاحب نے صاف لکھا "کہ مجھے حلف کی ضرورت نہیں۔ کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ صرف دو حرفہ فیصلہ کی ضرورت ہے"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے جواب

جناب مولوی صاحب کے اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے۔ تو صرف اسی قدر کہنا کافی تھا۔ کہ چونکہ مولوی صاحب نے ان حوالہ جات کو بے جا قطع و برید اور ناواجب تحرف کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس لئے کوئی غیر متعصب سمجھدار شخص اس بات میں شبہ نہیں کر سکتا۔ کہ انہوں نے ان فتاویٰ کے پیش کرنے میں مناسب طریق اختیار نہیں کیا۔ اور یہ کہ واقعی ایسے فتوے موجود ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر احمدی کا جنازہ ناجائز قرار دیا ہے۔ لیکن چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب یہ دیکھ رہے تھے۔ کہ جناب مولوی صاحب اس ٹریکٹ میں ادھورے حوالے پیش کر کے ناواقف لوگوں کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا مسلک مسئلہ جنازہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک کے خلاف ہے۔ اس لئے آپ نے ان حوالہ جات کے متعلق مفصل بحث ضروری سمجھتے ہوئے ۲۲۶ صفحات کی ایک مبسوط اور مدلل کتاب بنام "مسئلہ جنازہ کی حقیقت" رقم فرمائی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ حوالہ جات کو تاریخ وار پیش کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاویٰ کی رو سے کسی مکذب احمدیت کا جنازہ جائز نہیں۔ بلکہ صرف مصدقین احمدیت کا جنازہ جائز ہے۔ جو ادھر کے نہیں بلکہ ادھر کے ہیں۔ نیز آپ نے یہ بھی ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باوجود درخواست کئے جانے کے سرسید احمد خان جیسے صلح کل اور تکفیر وغیرہ کے طریق سے مجتنب رہنے والے کا جنازہ نہ خود پڑھا۔ نہ جماعت کو اجازت دی۔ بلکہ ان کا جنازہ پڑھنے کے خیال کو منافقت قرار دیا۔

پھر آپ نے یہ بھی ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بیٹے مرزا فضل احمد صاحب کا جنازہ بھی جو دنیاوی رنگ میں آپ کے ہر طرح فرمانبردار تھے۔ اور ظاہراً مکذب بھی نہ تھے نہ پڑھا۔ اور نہ دوسرے احمدیوں کو پڑھنے کی اجازت دی۔ یہ حقائق اس بات پر روشن دلائل تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک حقیقۃً کسی غیر احمدی کا جنازہ جائز نہ تھا۔ پھر آپ نے اس کتاب میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ثابت کیا کہ

"یہ ایک بیہودہ بات ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ احمدی کس طرح غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھ سکتا ہے"

(بدر ۲ ر اگست ۱۹۱۲ء)

علاوہ ازیں آپ نے غیر مبایعین کے رسالہ المہدی سے جو دسمبر ۱۹۱۴ء میں غیر مبایعین کی مرکزی انجمن سے آفیشل آرگن کے طور پر شائع ہونا شروع ہؤا۔ ثابت کیا کہ غیر مبایعین بھی اس وقت تک غیر احمدیوں کے جنازہ کو ناجائز سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے دکھایا۔ کہ اس رسالہ میں ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہ اعتراض ہم پر بار بار کیا جاتا ہے کہ ہم غیر احمدی مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھتے اور نیز ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ناظرین انصافاً فرمائیں۔ کہ کیا ہم ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ جنہوں نے ہم پر کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ مسجدوں سے دھکا فساد کر کے نکال دیا۔ اور عیسائیوں کی طرح عیسےٰ کو دو ہزار برس سے زندہ سمجھ رہے ہیں۔ اور اس پر طرہ یہ کہ یہ لوگ ہم کو کافر جانتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ہم نے کیوں قرآن مجید کو اپنا امام۔ اور حدیث رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا حکم مقرر کیا۔ اور ہم نے مشرکانہ اعتقادات حیات مسیح وغیرہ میں۔ ان کی ہاں میں ہاں نہ ملائی اور اس لئے بھی کہ ہم نے حسب فرمودہ خدا اور رسول حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی معہود یقین کر لیا۔ اور ہم نے مسیح موعود کو اس کے نشانوں اور علامتوں سے پہچان لیا۔ کہ یہی ہے جو آنے والا تھا..... خدارا حقیقت کو سمجھو۔ اور خدا کے لئے انصاف سے کام لو۔ اور سوچو اور سمجھو۔ اور غور کرو"

اس تحریر میں ایڈیٹر صاحب رسالہ نے غیر احمدیوں کے اس اعتراض کو درست تسلیم کر لیا ہے۔ کہ واقعی وہ غیر احمدیوں کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ اور براہ راست اس سوال کا جواب دینے سے بچتے ہوئے مسئلہ نماز کے ساتھ لپیٹ کر ایک مجمل جواب دے دیا ہے۔ اب اگر غیر مبایعین اس وقت اسی طرح غیر احمدیوں کے جنازہ کو جائز سمجھتے۔ تو جب بار بار ان پر غیر احمدیوں کے جنازہ پڑھنے کا اعتراض ہو رہا تھا۔ وہ خود اس کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے یہ اعلان کرتے۔ کہ ہم تو غیر احمدیوں کا جنازہ جائز سمجھتے ہیں۔ یہ سراسر ہم پر بہتان ہے جیسا کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے آجکل خطبات و ٹریکٹوں میں اور اخبار کے کالموں میں یہ شور برپا کر رکھا ہے کہ ان کے نزدیک غیر احمدیوں کا جنازہ جائز ہے

پھر اگر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں جناب مولوی محمد علی صاحب کا یہ مذہب ہوتا۔ کہ غیر احمدیوں کا جنازہ از روئے فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جائز ہے۔ تو وہ فوراً حضرت خلیفہ اول رضؓ کے خلاف بھی آواز بلند کرتے کہ حضرت یہ آپ کیا فتویٰ دے رہے ہیں۔ کہ غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنا ایک بیہودہ بات ہے۔ اور کیوں یہ امر آپ کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ غیر احمدی کا جنازہ جائز ہے کیونکہ فلاں فلاں فتویٰ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر احمدی کا جنازہ جائز قرار دیا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ اس وقت ساری جماعت حضرت مسیح موعودؑ کے فتاویٰ کا یہی مفہوم سمجھتی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عملاً صرف مصدقین احمدیت کے جنازہ کی اجازت دی ہے۔ اور جماعت کا تمام فہمیدہ طبقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاویٰ کا یہی مفہوم سمجھتا تھا۔ کہ حضور کے نزدیک غیر احمدی کا جنازہ ناجائز ہے۔ چونکہ جناب مولوی محمد علی صاحب کی نیت ہی ثالث بننے کی دعوت والے ٹریکٹ میں، حضرت مرزا صاحب موصوف خوب بھانپ چکے تھے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاوےٰ ادھورا پیش کر کے۔ اور یہ دو حرفہ جواب لے کر کہ یہ فتاوےٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ یہ پروپیگنڈا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ دیکھو قادیانیوں نے مان لیا۔ کہ غیر احمدیوں کا جنازہ جائز ہے۔ اور خلیفہ قادیان کا یہ فتویٰ کہ غیر احمدیوں کا جنازہ ناجائز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک کے خلاف ہے۔ اس لئے آپ نے مجمل اور دو حرفہ جواب دینے کی بجائے تفصیلی بحث کر کے اپنا فیصلہ پیش کرنا ضروری سمجھا۔

پس جناب مولوی محمد علی صاحب تو اس شخص کی طرح جو لا تقربوا الصلوٰۃ اور ویل للمصلین کی ادھوری آیات پیش کر کے نماز کو ناجائز بلکہ موجب عذاب ثابت کرنا چاہتا ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ادھورے فتووں کے متعلق ہمارے جماعت کا یہ دو حرفہ فیصلہ حاصل کیے کہ یہ فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہی ہیں۔ غیر احمدی کے جنازہ کے جواز کا اپنا من مانا مفہوم

ہماری طرف منسوب کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے نہایت ضروری تھا۔ کہ جناب مولوی صاحب کے پیش کردہ فتووں کو اصل صورت میں پیش کرکے ان کی حقیقت پر تفصیلی روشنی ڈالی جائے۔ اور اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیگر تمام فتاویٰ کو سامنے رکھ کر ان پر ایک تفصیلی نظر ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فتاوے کی اصل روح کی طرف جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کو متوجہ کیا جائے۔ پس ان حوالوں کے متعلق تفصیلی بحث ازبس ضروری تھی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

مولوی محمد علی صاحب کا نیا ٹریکٹ

اب حضرت میاں صاحب کی اس کتاب کو پڑھنے کے بعد جناب مولوی محمد علی صاحب نے ایک ورقہ ٹریکٹ شائع کیا ہے۔ جو ۳ رمئی ۱۹۴۱ء کے پیغام صلح میں بھی شائع ہوچکا ہے۔ مگر افسوس! کہ یہ بھی مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریروں کی طرح مغالطہ دہی کا مرقع ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ اس بات پر بھی روز روشن کی طرح دال ہے۔ کہ حضرت میاں صاحب نے اپنی مدلل بحث سے جناب مولوی صاحب کے ہاتھ میں اب تنکوں کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔ اور اب فتاوے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مفہوم پیش کرنے کے متعلق کہ حضور نے غیر مصدقین کا جنازہ یا بالفاظ دیگر غیر احمدیوں کا جنازہ جائز قرار دیا ہے۔ ان کی تمام تعلیاں جسد بے روح ہو کر رہ گئی ہیں۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت میاں صاحب کی طرف غلط بات منسوب کی گئی

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اس ٹریکٹ میں سب سے پہلے جو قابل افسوس حرکت کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے ٹریکٹ کا عنوان رکھا ہے۔ "میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے برادر خورد خلیفہ قادیان کا فیصلہ بحیثیت ثالث کہ خلیفہ قادیان کا مسلک خلاف مسلک حضرت مسیح موعود ہے۔" گویا نہایت دلیری سے کام لیتے ہوئے حضرت میاں صاحب کی طرف یہ امر منسوب کر دیا کہ آپ کا بحیثیت ثالث یہ فیصلہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا مسلک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہے۔ حالانکہ حضرت میاں صاحب موصوف کی کتاب نہ لفظاً اس فیصلہ کی حامل ہے۔ نہ معنًا۔ افسوس ہے! کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے ازخود ایک بات گھڑ لی ہے۔ اور حضرت میاں صاحب موصوف کی طرف منسوب کر دی ہے۔ حضرت میاں صاحب موصوف تو اپنی کتاب میں صاف فرماتے ہیں۔

"میں اس اعتراض کو سختی کے ساتھ رد کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اس فتوے کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو پاؤں کے نیچے روندا گیا ہے" (مسئلہ جنازہ کی حقیقت صفحہ ۱۰۸)

پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں:۔ "بہر حال حضرت خلیفۃ المسیح کا فتویٰ ازروئے حقیقت کسی طرح بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتوے کے خلاف نہیں۔ بلکہ وہی مسیح موعودؑ والا فتوےٰ ہے۔ جو الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ جاری کیا گیا ہے۔ اور دونوں فتووں کی حقیقت اور مآل بالکل ایک ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو ان الفاظ میں فتوےٰ دیا ہے کہ مکذبین کا جنازہ نہ پڑھو بلکہ صرف مصدقین کا جنازہ پڑھو۔ جو اُدھر کے نہ ہوں بلکہ ادھر کے ہوں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان الفاظ میں فتوےٰ دیا۔ کہ غیر احمدیوں کا جنازہ نہ پڑھو۔ بلکہ صرف احمدیوں کا جنازہ پڑھو۔" پھر اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا قول "یہ ایک بیہودہ بات ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ احمدی کسطرح غیر احمدی کا جنازہ پڑھ سکتا ہے" (بدر ۲۳ راگست ۱۹۱۲ء) پیش کرکے اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"یہاں حضرت خلیفۃ المسیح نے جنازہ غیر احمدیاں کے مسئلہ میں جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ ہرگز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتوے کے خلاف نہیں بلکہ ازروئے حقیقت بالکل وہی چیز ہے۔ جسے حضرت خلیفہ اولؓ کی طرح دوسرے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ورنہ حقیقت میں کوئی فرق نہیں۔"

"مسئلہ جنازہ کی حقیقت" میں حضرت میاں صاحب موصوف کی ان واضح تحریرات کے ہوتے ہوئے جناب مولوی صاحب کا اپنے ٹریکٹ کا عنوان جو

فطرت کی ایک عظیم الشان آواز، آسمانی مصلح کی ضرورت

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح ؛ خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

فطرت کی آواز اور اس کے تقاضے اپنے اندر اتنی عظیم الشان طاقت اور قوت رکھتے ہیں۔ کہ تصنع اور ریاکاری کے سینکڑوں پردے بھی انہیں چھپا نہیں سکتے۔ دنیا ترقی کی ہزاروں منازل طے کر چکی۔ غور و فکر کی صلاحیتیں زمین کی وسعتوں میں سے نکل کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچ گئیں۔ لیکن باوجود اس کے فطرت کی امنگوں اور تقاضوں میں ذرہ برابر بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ وہ آج بھی اسی شکل میں قائم ہیں جس میں کہ آج سے ہزاروں صدیاں قبل تھے۔

ضلالت اور گمراہی کے زمانہ میں کسی آسمانی مصلح کا انتظار کرنا بھی فطرت انسانی کا ایک زبردست تقاضا ہے۔ تاریخ عالم کا ایک ایک ورق اسی امر کا شاہد ہے۔ کہ جب بھی قومیں مذہب اور روحانیت کے بلند اور ارفع مقام سے گریں تو ان کی طبیعتوں میں خود بخود ہی کسی آسمانی مصلح کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ اور انکی آنکھیں بے اختیار آسمان کی طرف اٹھنے لگیں۔ یہ فطری تقاضا اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اسکے مقدس ماموریں کی صداقت کی ایک زندہ دلیل ہوتی ہے۔

دورِ حاضرہ میں بھی جو کہ مسلمہ طور پر گمراہی اور ضلالت کا زمانہ ہے۔ ایک آسمانی مصلح کی ضرورت کا احساس بشدت موجود ہے۔ اور اس احساس کو رب جلیل نے حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے رنگ میں پورا بھی کر دیا ہے۔ لیکن اس زمانہ میں فطرت کی اس آواز کو دبانے کی بھی بہت سی کوششیں ہو رہی ہیں۔ ایک طرف مذہب اور خدا کی ہستی سے ہی انکار کیا جانے لگا ہے۔ اور دوسری طرف مذہبی دنیا میں بھی ایک لمبے عرصہ تک "ماموریزداں" کا انتظار کرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ شاید ہمیں اب کسی آسمانی مصلح کی احتیاج ہی نہیں رہی۔ اور تو اور خود اسی مذہب کے متبعین میں بھی جو کہ "دینِ فطرت" یعنی اسلام کے حامل ہیں آج یہ آواز بلند ہو رہی ہے۔ "ہم نہیں جانتے کہ مجدد کیا بلا ہوتی ہے۔ ہم جو کچھ جانتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اللہ کی آخری اور کامل ہدایت آچکی جسکا نام قرآن ہے ...... اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے اور نہ جاننے کی ضرورت ہے۔" (ابوالکلام آزاد)

لیکن جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ فطرت کی آواز کو دبانا انسان کے بس کی بات نہیں۔ خالق فطرت نے اس خواہش میں کچھ ایسی لچک پیدا کر دی ہے کہ اُسے جتنا بھی دبایا جائیگا۔ یہ اتنا ہی ابھرے گی منطق اور فلسفہ کی موشگافیاں اس تقاضے کو تھوڑے سے عرصہ کیلئے دل و دماغ سے محو کر سکتی ہیں۔ لیکن جلد یا بدیر ایسا وقت ضرور آجاتا ہے جبکہ انسانی فطرت بے اختیار ہو کر "مصلح ربانی" کی متلاشی ہو جاتی ہے۔ میں ذیل میں چند ایک مثالیں عرض کرتا ہوں۔ جن سے فطرت کی اس پُر زور آواز کی طاقت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:۔

(۱) ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں احمدیت کے متعلق جو روش اختیار فرمائی اُسے سب جانتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے احمدیت کی مخالفت میں جس بات پر سب سے زیادہ زور دیا۔ وہ یہ تھی۔ کہ ہمیں اب کسی مسیح یا مہدی کی ضرورت نہیں اور یہ کہ "مسیح موعود کا محاورہ بھی مسلمانوں کے ذہنی شعور کا نتیجہ نہیں یہ ایک مستعار لفظ ہے۔ جس کی بنیاد اسلام سے پہلے قدیم مجوسی افکار میں ملتی ہے۔" لیکن یہی ڈاکٹر اقبال جب فطرت کی آواز سے مجبور ہوئے تو فوراً چلا اٹھے ؎

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنمکدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبین نیاز میں"

(۲) مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کا ایک بیان اوپر لکھا جا چکا ہے۔ جسمیں انہوں نے احمدیت کے مقابل پر مجددین کی آمد کا سرے سے ہی انکار کر دیا ہے۔ ذرا ان الفاظ پر پھر غور کیجئے:۔

"ہم نہیں جانتے مجدد کیا بلا ہوتی ہے۔" لیکن یہی مولانا جب مسلمانوں کی عالمگیر ذلت و نکبت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ تو بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں:۔ "جب لوگ تاویل نصوص اور تحریف نصوص اپنا شیوہ بنا لیتے ہیں تو مجددین اللہ تعالیٰ کیطرف سے مبعوث ہو کر انکا قلع قمع کرتے ہیں۔" (تذکرہ)

(۳) یہ رکھنا کہ حضرت میاں صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مسلک کو خلاف مسلک مسیح موعودؑ ہونے کا فیصلہ دیا ہے نہایت ناواجب کارروائی ہے۔ (باقی)

قاضی محمد نذیر لائلپوری لیکچرار
جامعہ احمدیہ قادیان

۳- یہ تو تھے ہندوستانی مسلمانوں کے راہنماؤں کے بیانات۔ اب دیگر بلاد اسلامیہ کے علماء کے متعلق بھی ایک بیان سن لیجئے۔ خواجہ حسن نظامی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو امام مہدی کا بڑی بے تابی سے منتظر پایا" (اہلحدیث ۲۴ جنوری ۱۹۴۱ء)

۴- اب میں ایک اور تازہ مثال عرض کرتا ہوں۔ جو دراصل یہ مضمون لکھنے کی محرک ہے۔ روزنامہ "احسان" علامہ اقبال کا بڑا معتقد ہے احمدیت کے خلاف ڈاکٹر صاحب کے مضامین کی تائید کرنے میں یہ اخبار بہت پیش پیش تھا۔ حال ہی میں اس میں ایک نظم چھپی ہے۔ جس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

مسلماں تیری آسانی کے ساماں ہوتے جاتے ہیں
فرشتے تیری نصرت کے نگہباں ہوتے جاتے ہیں
محمدؐ کی ولادت اک خبر تھی ردّ باطل کی
اسی تخلیق نوری کے پھر عنواں ہوتے جاتے ہیں

مندرجہ بالا اشعار پڑھیئے اور اندازہ لگائیے۔ کہ فطرت کی آواز اپنے اندر کتنی عظیم الشان طاقت رکھتی ہے!! احمدیت کے مقابل پر بڑے زور شور سے کہا جاتا ہے۔ کہ ہمیں کسی آسمانی مصلح کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ کبھی روحانی مصلح کی آمد کو ختم نبوت کے منافی قرار دیا جاتا ہے۔ کبھی اسے مجوسیوں کا عقیدہ بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن جونہی جوش عداوت کم ہوتا ہے۔ تصنع اور ریاکاری کے پردے چاک ہو جاتے ہیں۔ فطرت فوراً بے اختیار ہو کر پکار اٹھتی ہے۔

"یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے"

کاش مسلمانوں کی چشم بصیرت اس دور کے "براہیم" کو دیکھ سکے۔ اور وہ اس سے وابستہ ہو کر دین و دنیا کے اخروی برکات حاصل کر سکیں۔ آمین

خاکسار خورشید احمد عفی عنہ لاہور

زمانہ جنگ میں ریل کے سفر کی تکالیف

لاہور ۱۵ جون۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ ہندوستانی ریلوے لائنیں مقاصد جنگ میں بڑی امداد دے رہی ہیں۔ ریل گاڑیوں میں فوجوں کی نقل و حرکت کی وجہ سے مسافر گاڑیاں کم و بیش بھری ہوتی ہیں۔ اور ان میں ہر درجہ کے مسافروں کیلئے نسبتاً وہ آسائش و آرام نہیں ہوتا جو پہلے ہوتا تھا۔ جہاں ممکن ہوتا ہے۔ ٹرینوں میں ڈبے بڑھا بھی دیئے جاتے ہیں لیکن ڈبے بھی انجن کی طاقت کا لحاظ کر کے محدود تعداد میں ہی بڑھائے جا سکتے ہیں۔ لہذا سفر کرنیوالوں کو ان مشکلات کا لحاظ کرتے ہوئے جو ریلویز کو آجکل لاحق ہیں۔ بحالت موجودہ جگہ کی قلت کی تکلیف کو برداشت کرنا چاہیئے۔ انکی یہ تکلیف حقیقتاً جنگ جیتنے کی کوششوں میں ان کا ایک حصہ سمجھنا چاہیئے۔ تاہم ان مشکلات و تکالیف کو کم سے کم کر دینے کی کوشش ہو رہی ہے۔

فوری ضرورت

فوری ضرورت:۔ مندرجہ ذیل اسامیوں کیلئے کارکنوں کی ضرورت ہے۔ وہ احباب جن کو کسی نہ کسی رنگ میں انجینئرنگ لائن سے واقفیت ہو۔ اپنی درخواستیں نظارت ہذا میں بھیج دیں۔ سرنامہ کی جگہ خالی چھوڑ دی جائے۔ اپر سبارڈینیٹ یا کسی اور منظور شدہ یونیورسٹی کے ڈگری ہولڈرز۔ میکلیگن کالج کے پاس شدہ۔ تجربہ کار اورسیر۔ ڈرافٹس مین اور انٹرنس پاس تجربہ کار سٹور کیپرز

ناظر امور خارجہ سلسلہ احمدیہ قادیان

دی۔ پی وصول کر لئے جائیں!

۱۰ جون ۱۹۴۱ء کو حسب اعلانات سابقہ وی۔ پی۔ ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ اب احباب کا فرض ہے۔ کہ انہیں وصول فرمائیں۔ کاغذ کی اس شدید گرانی کے زمانہ میں جبکہ مالی مشکلات انتہا کو پہنچی ہوئی ہیں کوئی دوست بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ جو وی۔ پی واپس کر کے ان مشکلات میں اضافہ کرنے کا موجب ہو۔

"مینجر"

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۱۹ جون۔ آج پھر پارلیمنٹ میں ہیس کے متعلق سوالات کئے گئے۔ نائب وزیر خارجہ نے کہا۔ کہ ہیس کے متعلق کوئی راز نہیں۔ اسے جنگی قیدی بنایا گیا ہے۔ جہاں تک اس کی آمد کی وجہ کا تعلق ہے۔ ممبر انفرادی طور پر قیاس آرائی کر سکتے ہیں۔

لنڈن ۱۹ جون۔ جرمن فوجوں کے روس پر حملہ کی خبر آج صبح امریکن نامہ نگاروں نے دی تھی۔ مگر برلن ریڈیو نے اس کی تردید کی اور کہا ہے۔ کہ دونوں ملکوں کے تعلقات نہایت خوشگوار ہیں۔ جرمنی کے روس پر حملہ کی کوئی وجہ نہیں۔

لاہور ۱۹ جون۔ پنجاب گورنمنٹ کے قانونی مشیر نے مشورہ دیا ہے۔ کہ سیلز ٹیکس ایکٹ میں ترمیم کی جائے کیونکہ اس میں کئی خامیاں باقی ہیں۔ بعض سرکاری افسروں نے بھی اس کی تائید کی ہے۔

لاہور ۱۹ جون۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنر جنرل نے لاہور کارپوریشن بل کو نامنظور کر دیا ہے۔ کیونکہ اس میں عورتوں کی حق تلفی کی گئی ہے۔

برلن ۱۹ جون۔ بی۔ بی۔ سی کا بیان ہے۔ کہ جرمنی اور ترکی میں آج ایک اور معاہدہ قرار پایا ہے۔ جو بلغاریہ اور ترکی کے درمیان ریلوے ایڈمنسٹریشن کے متعلق ہے۔ ترکی گورنمنٹ نے استنبول اور دیگر ساحلی شہروں میں مزید چھ ماہ کے لئے مارشل لاء نافذ کر دیا ہے۔

لنڈن ۱۹ جون۔ پارلیمنٹ برطانیہ نے ایک بل پاس کیا ہے۔ جس کے رو سے نئے اور پرانے کپڑوں اور جوتوں کی قیمتوں پر کنٹرول کیا جا سکے گا۔

برلن ۲۰ جون۔ جرمن گورنمنٹ نے حکم دیا ہے۔ کہ ۱۵ جولائی سے جرمنی اور جرمنی کے مقبوضہ ممالک میں تمام امریکن قونصل خانے بند کر دیئے جائیں۔ جرمنی کے اس اقدام کو امریکہ میں غیر متوقع نہیں سمجھا گیا۔

لنڈن ۱۹ جون۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ برطانوی گورنمنٹ اب ایک۔ اور خفیہ ہتھیار کی تکمیل کرا رہی ہے۔ جو جنگ کے دوران میں دشمن کے ٹینک کو فوراً ناکارہ کر سکتا ہے۔

شملہ ۱۹ جون۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ ہندوستان سے جو انڈین پرچیزنگ کمشن امریکہ جا رہا ہے سر شنمکھم چیٹی اس کے لیڈر ہوں گے۔

لنڈن ۲۰ جون۔ کل رات انگریزی ہوائی جہاز یورپ میں دشمن کے علاقہ پر اڑے۔ اور انہوں نے جنگی کارخانوں کو اپنے بموں کا نشانہ بنایا۔ اس لڑائی کے گو ابھی تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے مگر اتنا معلوم ہوا ہے۔ کہ کولون پر حملہ کا زور رہا۔ حملہ کے بعد تمام جہاز سلامتی کے ساتھ واپس آ گئے۔ کل انگریزی جہازوں نے چینل اور شمالی فرانس پر پرواز کی۔ دشمن کا ایک مال لے جانے والے جہاز کو برباد کر دیا گیا۔

لنڈن ۲۰ جون۔ برطانیہ کے ہوائی محکمہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ دشمن کے جہازوں نے کل برطانیہ پر بہت معمولی سرگرمی دکھائی۔ اور کہیں کہیں بم برسائے جس سے بہت معمولی جانی اور مالی نقصان ہوا۔ دشمن کا ایک بمبار نیچے گرا لیا گیا۔

لنڈن ۲۰ جون۔ لیبیا میں برطانوی فوجوں کی جرمن اور اٹلی کی فوجوں سے جو لڑائی ہوئی ہے۔ اب اس کا کچھ اور حال معلوم ہوا ہے رائٹر کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ برطانوی فوجوں کے سامنے یہ مقصد تھا۔ کہ طبرق پر فوراً حملہ ہونے کے امکان کو دور کر دیا جائے۔ اور دشمن کی ہتھیار بند گاڑیوں کی طاقت آزمانے کے لئے انہیں چالاکی سے میدان میں لایا جائے۔ چنانچہ ان مقاصد میں کسی حد تک کامیابی ہوئی اتوار کے دن جب لڑائی ہوئی۔ تو سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ اور بے حد گرد و غبار اڑ رہا تھا۔ جب گرد و غبار کم ہوا۔ تو معلوم ہوا ہے۔ کہ جرمن دستے پیچھے ہٹ گئے ہیں

لنڈن ۲۰ جون۔ ارجنٹائن میں غیر قانونی سرگرمیوں کی چھان بین کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ڈکٹیٹروں کے جاسوس ارجنٹائن میں داخل ہو رہے ہیں۔ ایک اور اطلاع سے پایا جاتا ہے۔ کہ ارجنٹائن میں ساڑھے چار سو نازی ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔

لنڈن ۲۰ جون۔ حکومت امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ اگر امریکہ کے کسی باشندے کی معرفت امریکن بنکوں سے وہ غیر ملکی سرمایہ نکلوانے کی کوشش کی گئی۔ جس کو امریکہ نے ضبط قرار دیا ہے۔ تو حکومت اس کے خلاف فوراً کارروائی کرے گی۔

لنڈن ۲۰ جون۔ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ ابھی اس خبر کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ جرمنی اور روس میں فوراً لڑائی شروع ہونے والی ہے۔

لنڈن ۲۰ جون۔ کل رات لارڈ ہیلی فیکس نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ عنقریب برطانوی طاقت کے مقابلہ میں جرمن فوجوں کی ہمت ٹوٹ جائے گی اور وہ وقت آنے والا ہے۔ کہ جب جرمن فوجیں خود پوچھیں گی کہ یہ لڑائی کب ختم ہوگی۔

لنڈن ۲۰ جون۔ رائل ایئر فورس کی بمباری جرمنی میں جو آفت ڈھا رہی ہے۔ اس کا حال کبھی کبھی غیر جانبدار ممالک کے اخباروں سے معلوم ہوتا رہتا ہے روسی فوج کے اخبار نے لکھا ہے۔ کہ ہمبرگ میں صرف ایک حملہ سے پانچ جرمن آب دوزیں ضائع ہو گئیں۔ بحیرہ روم میں بھی بہت سی غرق کر دی گئی ہیں۔ اب کروپس کے کارخانے میں پہلے کی نسبت بہت کم سامان جنگ تیار ہوتا ہے۔

لنڈن ۲۰ جون۔ روس کے ساتھ کشیدگی کی افواہیں جرمن عمداً پھیلا رہے ہیں۔ اور اس کی آڑ میں ہٹلر کوئی نئی چال چلنا چاہتا ہے۔ ماسکو ریڈیو نے جرمنی سے تعلقات کے بارہ میں کچھ نہیں کہا۔ البتہ ملکی بچاؤ کے انتظامات کا ذکر اکثر کرتا رہتا ہے۔

لنڈن ۲۰ جون۔ رومانیہ کے ڈکٹیٹر جنرل انٹانسکو نے اپنے ملک سے اپیل کی ہے۔ کہ صبر سے کام لیں۔ اور گھبرائیں نہیں۔ وقت آنے پر سب باتیں کھول دی جائیں گی۔

لنڈن ۲۰ جون۔ لیبیا میں ہندوستانی فوجیں شاندار کارنامے سرانجام دے رہی ہیں گشتی دستوں نے چند راتوں میں ایک سو چالیس میل کا فاصلہ طے کیا۔ اور دشمن کے دیکھ بھال کرنے والے طیاروں سے بڑی ہشیاری سے بچ گئے۔ اس علاقہ میں بلا کی گرمی پڑ رہی ہے۔ مگر ان پر اس کا کوئی اثر نہیں۔

قاہرہ ۲۰ جون۔ مسٹر روزویلٹ کے خاص ایلچی مسٹر ہیری ہوپکنز اپنی پارٹی سمیت یہاں پہونچ گئے ہیں۔ وہ یہاں اس بات کی نگرانی کریں گے۔ کہ برطانیہ کو امریکہ سے سامان جنگ جلد سے جلد پہنچ سکے۔

شملہ ۲۰ جون۔ چار برطانوی افسروں کو جو ہندوستانی دستوں کی کمان کر رہے تھے، ملٹری کراس دیا گیا ہے۔ ایک فرسٹ پنجاب رجمنٹ۔ دوسرا پانچویں مرہٹہ انفنٹری۔ تیسرا سکنرز ہارس۔ اور چوتھا ۷/۱۱ پنجاب رجمنٹ سے متعلق ہے

لنڈن ۲۰ جون۔ پیرس ریڈیو کا بیان ہے۔ کہ دمشق کے علاقہ میں ایڈمرل ڈارلان نے ایک ہزار کے قریب میئر اور ڈپٹی میئر موقوف کر دیئے ہیں۔ کیونکہ وہ حکومت کے کاموں پر نکتہ چینی کرتے تھے

انقرہ ۲۰ جون۔ ترک وزیر خارجہ سراج اوغلو نے رائٹر کے نمائندہ سے کہا۔ کہ جرمنی کے ساتھ ترکی کے معاہدہ کی ابتدائی دفعات میں یہ صراحت موجود ہے۔ کہ برطانیہ کے ساتھ اس کے معاہدہ پر یہ کسی طرح بھی اثر انداز نہ ہو سکے گا۔

لنڈن ۲۰ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ اگلے ہفتہ ترکی اور اٹلی میں ایک اقتصادی معاہدہ ہونے والا ہے۔

لنڈن ۲۰ جون۔ کینیڈا سے اس سال پانچ کروڑ ڈالر سے زیادہ کا سامان باہر گیا ہے

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا ایڈیٹر۔ غلام نبی